پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی

بغداد کا نوحہ

میں تہذیبوں کا بچپن ہوں
اساطیری روایت کی جوانی ہوں
تمدن کی یہ حوّا میری ہی پسلی سے نکلی ہے
(مجھی میں دفن کر دینا)
میں بابل کا کنواں ہوں
میں دشتِ کربلا کی ریت ہوں
تاریخ کی تشنہ لبی ہوں
جاودانی ہوں
فرات و دجلہ مجھ میں آ کر گرتے ہیں
کہ میں شطُّ العرب ہوں
اور پیاسا ہوں
بنو عباس کا جھنڈا مرے ماتھے پہ کندہ ہے
مرے ہاتھوں میں اب تک
ان کی بیعت کی تمازت ہے
میں ان کی راجدھانی ہوں
میں بذلِ وُجود کا قفنوس ہوں
اور آلِ برمک کی نشانی ہوں
طلسمِ الف لیلہ کا اکیلا قلمی نسخہ ہوں
میں خود ہی اپنا ثانی ہوں
نظام الملک طوسی کا نظامیہ ہوں
دین و داد و دانش کی کہانی ہوں
طریقت کے سلاسل مجھ سے پھوٹے ہیں
مجھے سلمان کی مٹی سے نسبت ہے
حسن بصری کے حجرے کے کبوتر میرے بچے ہیں
غزالی کے قلم کی روشنائی میرا غازہ ہے
امام اعظم و حنبل کی مسند میں نے سر آنکھوں رکھی ہے
شہِ جیلاں کی باتیں یاد ہیں مجھ کو
مری آنکھوں نے ان کو دیکھ رکھا ہے
جنید و شبلی و ذوالنوّن کے خرقے کی خوشبو سے
مری سانسیں مہکتی ہیں
صلیبِ عشق ہوں
منصور کے قدموں کی برکت سے
ابد تک شہرۂ آفاق ہوں اور خود پہ نازاں ہوں
عروسِ قریہ ہائے امن ہوں
ناپاک غارت گر
مری حرمت پہ حملے کر رہے ہیں
اور مری چادر کو تاتاری درندے
تیروں اور نیزوں سے چھلنی کر رہے ہیں
میں مستعصم ہوں
سعدی نے مرا نوحہ لکھا
عرب میں یا غرب میں
اب کوئی سعدی ہے؟
مجھے بغداد کہتے ہیں!